مشاہدات-1098

ابو سعید حنیف احمد محمود۔ برطانیہ

تقریر بابت رمضان المبارک

وقت 5-7 منٹ

❁❁❁ تقریر ❁❁❁

ماہِ رمضان اور سورج و چاند گرہن

(حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے فرمودات و ارشادات کی روشنی میں)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

یَسۡـَٔلُ اَیَّانَ یَوۡمُ الۡقِیٰمَۃِ۔ فَاِذَا بَرِقَ الۡبَصَرُ۔ وَخَسَفَ الۡقَمَرُ۔ وَجُمِعَ الشَّمۡسُ وَالۡقَمَرُ۔ (القیامۃ: 7-10)

وہ پوچھتا ہے قیامت کا دن کب ہوگا تو (جواب دے کہ) جب نظر چندھیا جائے گی اور چاند گہنا جائے گا۔ اور سورج اور چاند اکٹھے کیے جائیں گے۔

حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الاَصْطَخْرِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نَوْفَلٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ يَعِيشَ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شِمْرٍ عَنْ جَابِرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ إِنَّ لِمَهْدِيِّنَا آيَتَيْنِ لَمْ تَكُونَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالاَرْضِ تَنْكَسِفُ الْقَمَرُ لاَوَّلِ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ وَتَنْكَسِفُ الشَّمْسُ فِي النِّصْفِ مِنْهُ وَلَمْ تَكُونَا مُنْذُ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوَاتِ وَالاَرْضَ۔

(سنن الدّارقطنی۔ کتاب العیدین، باب صفۃ صلوۃ الخسوف والکسوف وھیئتُھا، جزدوم مطبوعہ دارالمحاسن قاھرہ)

ترجمہ: ہمارے مہدی کے لیے دو نشان مقرر ہیں اور جب سے زمین و آسمان پیدا ہوئے ہیں یہ نشان کسی اور مامور کے لیے ظاہر نہیں ہوئے۔ وہ یہ ہیں کہ رمضان کے مہینے میں چاند (اپنے گرہن کی مقررہ راتوں میں سے) پہلی رات کو گہنایا جائے گا۔ اور سورج کو (اس کے گرہن کے مقررہ دنوں میں سے) درمیانے دن کو گرہن ہوگا۔ اور یہ ایسے نشان ہیں کہ جب سے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا یہ نشان کبھی کسی (مامور) کے لیے ظاہر نہیں ہوئے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ

قَبْلَ خُرُوجِ الْمَهْدِيِّ تَنْكَسِفُ الشَّمْسُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ مَرَّتَيْنِ۔

(الفتن باب ما یذکر من علامات السما۔ جلد ا صفحہ 229 مصنف نعیم بن حماد وفات 228ھ۔ عقد الدرر جلد 1 صفحہ 176 باب 4 فصل 3 فی الصوت ازیوسف بن یحییٰ متوفی 658ھ)

مہدی کے خروج سے پہلے رمضان میں سورج کو دو مرتبہ گرہن لگے گا۔

یارو جو مرد آنے کو تھا وہ تو آ چکا
یہ راز تم کو شمس و قمر بھی بتا چکا

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

”احادیث میں جو مہدی کی علامات آئی ہیں ان میں سے مہدی کی علامت ایک یہ بھی ہے کہ ایک ہی ماہ رمضان میں چاند اور سورج کو گرہن لگے گا۔ وہاں چاند کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قمر کا لفظ استعمال کیا ہے اور اعلیٰ درجہ کا قمر 13، 14، 15 تاریخ کو ہوتا ہے اور اس کے گرہن کی بھی یہی تاریخیں مقرر ہیں۔ اس سے کم زیادہ نہیں ہو سکتا اور ایسے ہی سورج گرہن کے لئے بھی 27، 28، 29 تاریخ ماہ قمری کی مقرر ہیں۔ چونکہ قمر کا لفظ اپنے حقیقی معنوں کی رُو سے مہدی کی علامت تھی لیکن لوگوں نے تصرّف کرکے وہاں قمر کے بجائے ہلال کا لفظ ڈال دیا ہے اور یہ ان کی غلطی۔“

(حقائق الفرقان جلد اول صفحہ 318-319)

پھر آپؓ اس سلسلہ میں مزید فرماتے ہیں۔

"صحابہؓ نے اھلّۃ کے متعلق جو سوال کیا وہ اس واسطے تھا کہ جب رمضان کی عبادت کے برکات انہوں نے دیکھے تو ان کو خواہش ہوئی کہ ایسا ہی دوسرے مہینوں کی عبادت کا ثواب بھی حاصل کریں اس واسطے انہوں نے یہ سوال پیش فرمایا۔ دو بڑے بڑے نشان آسمان پر دکھائے گئے سورج گہن اور چاند گہن ماہِ رمضان میں۔ ایسا ہی دو نشان یہ ہیں۔ قحط اور طاعون۔"

(حقائق الفرقان جلد اول صفحہ 321)

سامعین! اِسی مضمون کو ایک اَور زاویہ سے آپؓ نے یوں بیان فرمایا۔

"اِنَّآ اَرۡسَلۡنَآ اِلَیۡکُمۡ رَسُوۡلًا ۬ۙ شَاہِدًا عَلَیۡکُمۡ کَمَاۤ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ رَسُوۡلًا (المزمل:16) اب جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مثیلِ موسیٰ ٹھہرے اور خلفاء موسویہ کے طریق پر ایک سلسلہ خلفاء محمدیہ کا اللہ تعالیٰ نے قائم کرنے کا وعدہ کیا جیسا کہ سورہ نور میں فرمایا: وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ۔ (النور:56) پھر کیا چودھویں صدی موسوی کے خلیفہ کے مقابل پر چودھویں صدی ہجری پر ایک خلیفہ کا آنا ضروری تھا یا نہیں؟ اگر انصاف کو ہاتھ سے نہ دیا جاوے اور اس آیت وعدہ کے لفظ کَمَا پر پورا غور کر لیا جاوے تو صاف اقرار کرنا پڑے گا کہ موسوی خلفاء کے مقابل پر چودھویں صدی کا خلیفہ خاتمُ الخلفاء ہو گا اور وہ مسیح موعود ہو گا۔

اب غور کرو کہ عقل اور نقل میں تناقض کہاں ہوا؟ عقل نے ضرورت بتائی۔ نقل صحیح بھی بتاتی ہے کہ اس وقت ایک مامور کی ضرورت ہے اور وہ خاتمُ الخلفاء ہو گا۔ اس کا نام مسیح موعود ہونا چاہیے۔ پھر ایک مدّعی موجود ہے۔ وہ بھی یہی کہتا ہے کہ مَیں مسیح موعود ہوں۔ اس کے دعوے کو راست بازوں کے معیار پر پرکھ لو۔ مَیں اب ایک اور آسان ترین بات پیش کرتا ہوں۔ جو عقل اور نقل کی رُو سے اس امام کی تصدیق کرتی ہے۔ قرآن شریف میں چاند اور سورج کی سنّت کے متعلق فرمایا ہے۔ قَدَّرَہٗ مَنَازِلَ لِتَعۡلَمُوۡا عَدَدَ السِّنِیۡنَ وَ الۡحِسَابَ (یونس:6)۔ سورج اور چاند کے نظام اور قانون پر نظر کر کے بہت سے حساب سمجھ سکتے ہو۔ جنتریاں بنا سکتے ہو جیسے دو اور دو چار ایک یقینی بات ہے۔ اسی طرح پر یہ نظام بھی حق ہے۔ اب اگر کوئی شخص میرزا صاحب کے دعوے کے متعلق پہلے دعوے کے وقت نقلِ صحیح سے کام لیتا تو یہ عقدہ کیسی آسانی سے حل ہو جاتا تھا۔ تیرہ سو برس پیشتر کہا گیا تھا کہ اس مہدی کے وقت رمضان میں کسوف و خسوف ہو گا اور اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا۔ بُت پرست قوم بھی سال سے پہلے جنتری لکھ دیتی ہے۔ مسلمانوں کو غیرت کرنی چاہیے تھی اور معلوم کرنا چاہیے تھا کہ کس سال میں اجتماع ممکن ہے؟ ہندو جاہل جب پتری بن کر کسوف خسوف کے پتے دیتے ہے تو ایک مسلمان کو جس کی کتاب میں لِتَعۡلَمُوۡا عَدَدَ السِّنِیۡنَ وَ الۡحِسَابَ لکھا ہے۔ سوچنا چاہیے تھا۔ کہ وہ وقت کب ہو گا اور جب اسے وقت کا پتہ ملتا تو وہ تلاش کرتا کہ مدّعی ہے یا نہیں؟ اگر وہ مدّعی کو پالیتا تو سوچ لیتا کہ آسمان کی بات میرے یا کسی کے تعلق میں نہیں ہے۔ نقل میں موجود ہے کہ اس کے وقت کسوف خسوف ہو گا اور عقل بتاتی ہے کہ یہ اجتماع کسوف و خسوف فلاں وقت ہو گا اور وہ وقت آ گیا ہے اور مدّعی موجود ہے جب ان امور پر غور کرتا تو بات بالکل صاف تھی اور وہ مان سکتا تھا اور بڑی سہل راہ سے سمجھ سکتا تھا۔ اگر اتنی عقل اور سمجھ نہ تھی تو دعوے کے وقت ہی حدیث کو دیکھ لیتا اور سُن لیتا اور سوچتا کہ یہ حدیث کیسی ہے اور پھر کسی ہندو سے دریافت کرتا کہ یہ موقع کب ہو گا اور جب وہ اُسے بتاتا کہ فلاں سنہ میں ہو گا اور پھر جب وقوع میں آتا تو تسلیم کر کے اپنے تزکیہ کیلئے چلا جاتا۔ غرض یہ کیسی صاف اور روشن بات تھی لیکن اگر آسمان کی طرف نہیں دیکھ سکتا تھا اور اس کی نگاہ اتنی اونچی نہ تھی تو زمین میں ہی دیکھتا کہ اس کے لئے کیا نشان ہیں اور اس امر پر غور کرتا کہ قرآن تو اس لئے آیا ہے لِیَحۡکُمَ بَیۡنَ النَّاسِ فِیۡمَا اخۡتَلَفُوۡا فِیۡہِ۔ اب اس دعویٰ کے موافق اس وقت کوئی اختلاف ہے یا نہیں اور پھر قرآنِ شریف اس اختلاف کے مٹانے کیلئے بس ہے یا نہیں؟ پہلی بات پر نظر کر کے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اختلاف کثرت سے پھیلا ہوا ہے۔ سب سے پہلا اختلاف تو ہمیں اپنے ہی اندر نظر آتا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض صداقتیں ہمارے اندر ہیں۔ جن کو ہم ایمانیات یا عقائد کہتے ہیں اور پھر کچھ اعمال ہیں جو یا نیک ہوتے ہیں یا بد۔ اب مطالعہ کرتے کہ کیا وہ اعمال ان مسلّمہ نیکیوں اور صداقتوں کے موافق ہیں یا مخالف ہیں۔ اگر اس کی مانی ہوئی نیکیاں اَور ہیں اور نیک اعمال فی نفسہٖ اَور ہیں تو اس کے دل میں یہ تڑپ پیدا ہوتی کہ یہ پہلا اختلاف مٹنا چاہیئے۔"

(حقائق الفرقان جلد چہارم صفحہ 95-97)

سامعین! آپؓ پھر فرماتے ہیں۔

"خدا تعالیٰ نے ہمیشہ سے یہ طریق پسند فرمایا ہے کہ وہ انبیاء و مرسلین کے ذریعہ ہدایت بھیجتا ہے۔ یہ کبھی نہیں ہوا کہ ہدایت تو آجاوے مگر انبیاء و مرسلین نہ آئے ہوں! پس اس وقت جیسا کہ مَیں بیان کر چکا ہوں اور مختلف پہلوؤں سے مَیں نے دکھایا ہے ضرورتیں داعی ہو رہی ہیں کہ ایک مزکّی اور مطہّر انسان قرآنِ کریم کے حقائق و معارف بیان کرکے اس ہدایت کو لوگوں تک پہنچاوے۔ جو قرآن شریف میں موجود ہے۔ یہ کام اُس کا ہے کہ وہ ہدایت کی اشاعت کرے! جب یہ ضرورت ثابت ہے تو پھر اس امر کا پتہ لگانا کچھ بھی مشکل نہیں ہو سکتا کہ وہ مزکّی آیا ہے یا نہیں؟ مَیں کہتا ہوں کہ وہ مزکّی آ گیا! اب اس کی صداقت جانچنا باقی رہتا ہے! اس کیلئے قرآنِ شریف اور منہاجِ نبوت کامل معیار ہے۔ اس سے دیکھ لو۔ اس کی سچائی خود بخود کھل جاوے گی اور عقلی دلائل نصوصِ قرآنیہ اور حدیثیہ اور تائیدات سے اسے شناخت کر لو۔

کسوف و خسوف کا کس قدر عظیم الشان نشان موجود تھا مگر دیکھنے والوں میں سے سب نے فائدہ اٹھایا؟ ہرگز نہیں! اس کے پورا ہونے سے پہلے تو اسے صحیح قرار دیتے تھے مگر جب وہ پورا ہو گیا۔ تو روایت کی صحت میں شبہ کرنا شروع کر دیا۔ حقیقت میں جب انسان تعصّب اور ضد سے کام لیتا ہے اور ایک بات ماننی نہیں چاہتا تو اس کی بہت سی توجیہیں نکالتا ہے اور اپنے خیال کے موافق عذرات تراش لیتا ہے۔ چونکہ انسان کی قوتیں دن بدن آگے بڑھتی ہیں۔ اس لئے وہ خیالات ترقی کرتے جاتے ہیں۔ دیکھو! مَیں کل جس عمر کا تھا آج اُس سے ایک دن بڑا ہوں۔ اسی طرح دیکھ لو۔ پچھلے حصہ زندگی پر جس قدر غور کرو گے اور جتنا پیچھے جاؤ گے۔ اسی قدر تمہیں نمایاں فرق نظر آئے گا کہ کمزوری بڑھتی گئی ہے۔ دیکھو! پہلے بول نہ سکتا تھا۔ پھر بولنے لگا اور اپنی مادری زبان میں کلام کرنے لگا اور پھر یہاں تک ترقی کی کہ اردو بولنے لگا اور پھر یوماً فیوماً اس میں بھی ترقی کی۔ یہاں تک کہ اب اپنی زبان میں مسلسل دو چار فقرے بھی ادا نہیں کر سکتا۔ ایک بار حضرت امام علیہ السلام نے مجھے پنجابی زبان میں وعظ کرنے کا حکم دیا۔ میں دو چار فقروں کے بعد ہی پھر اردو بولنے لگا۔"

(حقائق الفرقان جلد چہارم صفحہ 108)

حضرت خلیفۃُ المسیح الاوّلؓ سورۃ القیامۃ آیات 8-10 کی تشریح میں فرماتے ہیں۔

"برِق بصر سے مراد تحیّر و فزع ہے۔ جو انسان کی مصیبت کے وقت آنکھیں پھاڑ دیتا ہے۔ مصیبت کا وقت آئے تو ساری تدبیریں اُلٹ پڑتی ہیں۔ عقل ہوتے ہوئے عقل کام نہیں دیتی گویا کہ نورِ فراست کو بھی گرہن لگ جاتا ہے۔ گرہن کی اصل بھی اقترانِ شمس و قمر ہے۔ یعنی ایک کا وجود دوسرے کے بالمقابل حائل ہو جاتا ہے جو نور کے ہوتے ہوئے نور نظر نہیں آتا۔

یومِ بدر ظاہری طور پر بھی بجلی کوندی۔ مینہ برسا۔ تدبیریں کفار کی ان پر الٹ پڑیں۔

اَیۡنَ الۡمَفَرُّ کہنے سے بھی کام نہ چلا۔ قرآن کریم چونکہ ذو المعارف ہے۔ لَا تَنۡقَضِیۡ عَجَآئِبُہٗ اس کی شان حدیث شریف میں بیان ہوئی ہے۔ اس لئے یہ پیشگوئی اجتماعِ شمس و قمر کی گرہن کے ساتھ ہمارے اس زمانہ میں بھی مطابق دارِ قطنی جس میں لَمۡ تَکُوۡنَا مُنۡذُ خَلَقَ اللّٰہُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ ہے۔ رمضان کے مہینہ میں 1894ء میں بڑی شان و شوکت سے مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقِ دعویٰ کی علامت میں پوری ہوئی۔ اس پیشگوئی کے پورا ہونے پر جس طرح بدر کے شکست خوردوں کو اَیۡنَ الۡمَفَرُّ کہنے نے فائدہ نہ دیا اسی طرح اس وقت کے مخالفوں کو باوجود حدیث شریف کی فعلی شہادت کے ضعفِ حدیث کو اپنا فرضی مفرّ قرار دینا پڑا۔"

(حقائق الفرقان جلد چہارم صفحہ 270-271)

سورج گرہن سے سبق کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"سورج گرہن کو دیکھ کر یہ فائدہ اٹھانا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو سورج بھی کہا ہے اور قمر بھی کہا ہے۔ آدمی کو چاہیے کہ ظاہر سے باطن کی طرف جائے۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب دیکھا کہ سورج کی روشنی جو دنیا کو پہنچتی ہے وہ رک گئی تو آپ گھبرا اٹھے کہ کہیں ہماری روشنی اور ہمارا فیضان اِس طرح کم نہ ہو جائے اور رک نہ جائے۔ گھبراہٹ کے وقت دعا اور تضرّع اور خیرات و صدقہ سے کام لینا چاہیے۔ لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا، تضرّع، خیرات اور صدقہ سب سے کام لیا اور دعائیں کیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعاؤں کو قبول فرمایا اور آپ کی روشنی بلا انقطاع قیامت تک دنیا میں رہنے والی ہے۔ اور آپ کے خلفاء کے ذریعہ سے اس کی تجدید ہمیشہ ہوتی رہتی ہے۔

فرمایا۔ کسوف خسوف خدا تعالیٰ کے نشانات میں سے ہے جو بندوں کو دکھایا جاتا ہے اور سمجھایا جاتا ہے کہ بڑی بڑی روشن چیزیں جو ہیں ان کو بھی خدا تعالیٰ تاریک کر سکتا ہے۔"

(ارشاداتِ نور جلد دوم صفحہ 499)

آسماں میرے لئے تُو نے بنایا اک گواہ
چاند اور سورج ہوئے میرے لئے تاریک و تار
اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح
نیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار
آسماں بارد نشاں الوقت می گوید زمیں
ایں دو شاہد ازپئے من نعرہ زن چوں بیقرار

(کمپوزڈ: تمثیل احمد)

✡✡✡✡